لہو کی ہریالی
مظفر وارثی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مظفر وارثی

سنگِ میل پبلی کیشنز ۰ لاہور

۱۹۸۸ء

نیاز احمد

نے زاہد بشیر پرنٹرز سے

چھپوا کر سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

سے شائع کی۔

قیمت : ۲۵/- روپے

زندگی دُوسروں کا حِصّہ ہے

اپنے اُوپر نہ خرچ کر جانا

ادبی و رومانی گیت

مُلکی و قومی گیت

بچّوں کے گیت

ترتیب

دنیا کو زندہ رہنے دو
سایا کرنے دو شاموں کو
صبحیں تابندہ رہنے دو
دنیا کو زندہ رہنے دو

صدیاں بھی ہیں اس آئینے میں
اک پل کا نظارا ہی تو نہیں
اس ہنستی بستی دنیا پر
حق صرف تمہارا ہی تو نہیں
دیوارِ وقت پہ بیٹھا ہوا
جیون کا پرندہ رہنے دو
دنیا کو زندہ رہنے دو

شعلے نہ ہوا کو پہناؤ
پتھر نہ بچھاؤ راہوں میں
بھرتی ہوئی آنکھوں میں وہ کہاں
جو بات ہے کھلتی باہوں میں
سناٹوں میں کیا رکھا ہے
نغمے پائندہ رہنے دو
دنیا کو زندہ رہنے دو

ممتا میں کوئی فرق نہیں
ماں تو سب کی اک جیسی ہے
انسان کسی بھی دیس کا ہو
جاں تو سب کی اک جیسی ہے
رہتا ہے کسی بھی دھرتی پر
جو بھی باشندہ رہنے دو
دنیا کو زندہ رہنے دو

خوشیوں کی ایسی لہر چلے
جاتی ہوتی رُت کے ہونٹوں پر
اُٹھتے ہوئے قدموں کے آگے
دُنیا میں نہ غم کا نام رہے
آتے موسم کا نام رہے
عہدِ آئندہ رہنے دو
دُنیا کو زندہ رہنے دو

اِس جہان میں خُوشی زیادہ ہے کہ غم
قہقہوں سے پُوچھ لو
آنسوؤں سے پُوچھ لو
سیدھے راستے زیادہ ہیں کہ پیچ و خم
حادثوں سے پُوچھ لو
منزلوں سے پُوچھ لو

زندگی پہ یوں تو ہر کوئی نثار ہے
آدمی کو آدمی سے کتنا پیار ہے
کون کس کے واسطے ہے کِتنا محترم
دوستوں سے پوچھ لو
دشمنوں سے پُوچھ لو

اپنی خُوبیوں میں ہیں خرابیاں بڑی
دقت سے کریں خطاب، رک کر گھڑی
بے حسی بھی کھا رہی ہے ہوش کی قسم
بُتوں سے پُوچھ لو
مقصدِ دل سے پُوچھ لو

کس کے دل کی آگ نے ضمیر کو چھُوا
کون اپنے سامنے جواب دِہ ہُوا
جُرم بے شمار ہیں عدالتیں ہیں کم
مجرموں سے پُوچھ لو
مُنصفوں سے پُوچھ لو

سائے کی طرح وجُود سے نکل پڑے
بے یقینیوں کی سمت لوگ چل پڑے
اَب حقیقتیں بھی پُوجنے لگیں صنم
معبدوں سے پُوچھ لو
منظروں سے پُوچھ لو

جو بھی کرنا ہے کر زندگی کے لیے
وقت رُکتا نہیں ہے کسی کے لیے

یہ ہوا راستہ دینے والی نہیں
کوئی بھی راستہ دُکھ سے خالی نہیں
مُسکرا لے گھڑی دو گھڑی کے لیے

اپنے ہر سانس میں پیار کا رنگ بھر
خوشبوؤں کی طرح ہر طرف سے گزُر
چاند سُورج سے مِل، روشنی کے لیے

آگ بن جائے جس کی رگوں میں لہو
جس میں کُچھ کر گزُرنے کی ہو آرزُو
ہے یہ دُنیا اُسی آدمی کے لیے

رات بہت یاد آئی
اور برسوں بعد آئی
دیواروں سے باتیں
کرتی رہی تنہائی
رات بہت یاد آئی

آنے والے سپنے
لگتے تھے کچھ اپنے۔ خاموشی کی مالا
کون تھا توڑنے والا۔ موتی تھے یا آنسو
درد تھا یا تنہائی
رات بہت یاد آئی

جسم سے نکلا سایا
آنکھوں میں لہرایا۔ سوئی تمنا جاگی
سائے کے پیچھے بھاگی۔ بھاگتے بھاگتے پگلی
خود سے ہی ٹکرائی
رات بہت یاد آئی

برسوں بعد ملے تھے
ریت میں پھول کھلے تھے۔ پھول چُنے دامن میں
خوشبو پھیلی مَن میں۔ اپنے من میں مل کر
اپنی راکھ اُٹھائی
رات بہت یاد آئی

محبتوں کے چمن کھلے ہیں وفا کی خوشبو بکھر گئی ہے
فلک پہ کیسا یہ چاند نکلا زمیں بھی چاندوں سے بھر گئی ہے

کھلے کھلے بازؤوں کے گہنے
خوشی خوشی ہر کسی نے پہنے
حسین لمحوں کے آئینے میں ہر ایک صورت اتر گئی ہے

نہ آہٹیں اجنبی نہ سائے
ملے بنا کوئی رہ نہ جائے
یہ کون جانِ بہار گزرا یہ کس کے پیچھے نظر گئی ہے

یہ دِن بھی ہے کس قدر سہانا
ہے اس کی باہوں میں اِک زمانہ
یہ لہر بھی کتنی قیمتی ہے جو سب کو سیراب کر گئی ہے

خوشبو اوڑھ کے آگ کا دریا پار کیا ہو گا
سب سے پہلے جس نے پیار کیا ہو گا

سانسوں میں کیسے کیسے گرداب نہ دیکھے ہوں گے
جاگتی آنکھوں سے بھی کیا کیا خواب دیکھے ہوں گے
اپنی ساری نیندوں کو بیدار کیا ہو گا
سب سے پہلے جس نے پیار کیا ہو گا

میٹھے درد نے کھولا ہو گا جب دل کا دروازہ
دل کی قیمت کا اُس روز ہُوا ہو گا اندازہ
خود اپنا نیلام سرِ بازار کیا ہو گا
سب سے پہلے جس نے پیار کیا ہو گا

تنہائی کو گھرا کرنے رات جب آتی ہو گی
دھیان کے پردے پر اِک روشنی سی لہراتی ہو گی
جسم کو سایا سا تنے کو دیوار کیا ہو گا
سب سے پہلے جس نے پیار کیا ہو گا

شہر میں ٹھہروں گاؤں میں ٹھہروں
میں کس پیڑ کی چھاؤں میں ٹھہروں
دُھوپ تو میرے اندر رہے

اپنے دِل کے گھاؤ میں بیٹھوں
یا اشکوں کی ناؤ میں بیٹھوں
ناؤ بھی ایک سمندر رہے

آنکھیں مانگوں چہرہ مانگوں
اپنے آپ سے کیا کیا مانگوں
دِل تو ایک قلندر رہے

لمحے لمحے سے ٹکراؤں
وقت کے ہاتھوں ہار نہ جاؤں
وقت بھی ایک سکندر رہے

یہ زندگی — کبھی کبھی — اجنبی سی لگتی ہے
وفا بھری — نظر میں بھی — کچھ کمی سی لگتی ہے

کچھ اس طرح جلے یہ دل، دھواں دکھائی بھی نہ دے
میں ٹوٹتا رہوں مگر صدا سنائی بھی نہ دے
ہو آنکھ تر — تو کس قدر — تشنگی سی لگتی ہے

عجیب شے ہے رات بھی اترتی جائے درد میں
چمکتا چاند بھی لگے اٹا ہوا سا گرد میں
چراغ کی — بھی روشنی — سانولی سی لگتی ہے

یہ زندگی ہے اک ندی، ندی کا ہے بہاؤ بھی
اور اس ندی کے بیچ میں، یہ ایک ایسی ناؤ بھی
کنارے پر — بھی ہو اگر — ڈوبتی سی لگتی ہے

یہ زندگی — کبھی کبھی — اجنبی سی لگتی ہے
وفا بھری — نظر میں بھی — کچھ کمی سی لگتی ہے

پھول کی بس ایک پتی پر لکھا تھا اُس کا نام
ساری دُنیا سے ہوا کہتی پھرے
اُس کی آہٹ سے مِلا تھا میرا سایہ ایک شام
روشنی کیا جانے کیا کہتی پھرے

○

آ گئی تھی ایک دن تنہائی بھی جذبات میں
آنکھ سے بھی چند بوندیں گِر پڑیں برسات میں
آسمانوں سے گھٹا کہتی پھرے
جانے کیا کہتی پھرے

○

تشنگی کا طعنہ دیتا ہے سمندر بھی مجھے
مُوردِ الزام ٹھہرائے ستمگر بھی مجھے
وحشتِ دل سر بھرا کہتی پھرے
جانے کیا کہتی پھرے

○

ہاتھ میں ہر غم کے اپنا ہاتھ بھی میں نے دِیا
ہر قدم پر زندگی کا ساتھ بھی مَیں نے دِیا
اور وُہی مجھ کو بُرا کہتی پھِرے
جانے کیا کہتی پھِرے

○

اے مِری چاہت یہ کیسا وقت مُجھ پر آ گیا
سنگدل بھی آئنہ ہاتھوں میں لے کر آ گیا
بے وفائی بے وَفا کہتی پھِرے
جانے کیا کہتی پھِرے

○

پانا چاہا تھا جسے مَیں نے مجھے وہ کھو چکا
فیصلہ میری دُہائی کا بھی شاید ہو چُکا
مُجھ کو بد قِسمت دُعا کہتی پھِرے
جانے کیا کہتی پھِرے

دو لفظوں کی ایک کہانی
دل میں شعلے آنکھ میں پانی

سائے بہت دیوار سے گزرے
ہم بھی کوئے یار سے گزرے
رنگ نئے تصویر پرانی ۔ دو لفظوں کی ایک کہانی

پاؤں کی آہٹ بھی سینے میں
دو چہرے اِک آئینے میں
جسم نشانہ سایہ نشانی ۔ دو لفظوں کی ایک کہانی

درد بھی اِک انعام ہے شاید
پیار اسی کا نام ہے شاید
کچھ بے تابی، کچھ حیرانی ۔ دو لفظوں کی ایک کہانی

دِل والوں کی اپنی رسمیں
روشنی اندھیاروں کے بس میں
دِن زہریلا رات سہانی ۔ دو لفظوں کی ایک کہانی

تمھاری آنکھیں شرارتی ہیں
تم اپنے پیچھے چھپے ہوئے ہو
بغور دیکھوں تمھیں تو مجھ کو
شرارتوں پر ابھارتی ہیں
تمھاری آنکھیں شرارتی ہیں

لہو کو شعلہ بدست کر دیں
یہ پتھروں کو بھی مست کر دیں
حیات کی سوکھتی رُتوں میں
بہار کا بندوبست کر دیں
کبھی گلابی کبھی سُنہری
سمندروں سے زیادہ گہری
تہوں میں اپنی اُتارتی ھیں
تمھاری آنکھیں شرارتی ہیں

حیا بھی ہے ان میں شوخیاں بھی
یہ راز بھی، اپنی ترجماں بھی
ریاستِ حُسن و عشق کی ہیں
رعایا بھی اور حکمراں بھی
وہ کھو گیا یہ ملی ہیں جس کو
یہ جیتنا چاہتی ہیں جس کو
اُسی سے دراصل ہارتی ہیں
تمھاری آنکھیں شرارتی ہیں

کشش کا وہ دائرہ بنائیں
حواس جس سے نکل نہ پائیں
مَیں اپنے اندر بکھر سا جاؤں
سمٹنے بھی نہ مجھ کو آئیں
عجب ہے انجان پن بھی ان کا
مَیں ان کا اور میرا فن بھی ان کا
خموش رہ کر پکارتی ہیں
تمھاری آنکھیں شرارتی ہیں

تو، چلے تو اِک دھنک سی تری آہٹوں سے پھُوٹے
نہ ہو جس میں رُوپ تیرا وہ تمام رنگ جھُوٹے

تری دُھوپ میں گھٹائیں تری چھاؤں میں سویرا
تجھے راستے پکاریں، ہو گزر جدھر سے تیرا
چلے جب ہوا کا جھونکا، تری خوشبوؤں کو لُوٹے

تو ہر ایک رُت کے پیچھے، تو ہر ایک آئینے میں
مرے گرد کھینچ دی ہیں ترے پیار نے لکیریں
کبھی راستہ نہ بھُولوں کبھی رابطہ نہ ٹوٹے

مری آنکھ میں اُجالا تجھے دیکھ دیکھ کر ہو
مرا ایک ایک لمحہ تری یاد میں بسر ہو
مرے سانس تجھ کو پا کر غمِ دو جہاں سے چھُوٹے

بند تھا اس دِل کا دروازہ
یہ دروازہ، تیرے پیار نے کھولا
مُجھ کو نہ تھا کچھ بھی اندازہ
تیرا ہوں تیرا، دِل چُپکے سے بولا

خاموشی نے ساز اُٹھایا
وقت کے لب پر نغمہ آیا
موسم موسم، نغمے نے رس گھولا

میرے خواب محل تھے سُونے
اِن محلوں کو بسایا تُو نے
اِک ساتے کو روشنیوں میں تولا

دھرتی اُوپر پاؤں نہ ٹھہریں
پاؤں کے نیچے ایسی لہریں
جن لہروں پر، سارا جیون ڈولا

اپنے لیے تو پیارا تمھارا کافی ہے
دو آنکھوں کو ایک نظارا کافی ہے

ساز بکھر جائے جس سے وہ راگ نہ دو
دل کو ہمارے اتنی ساری آگ نہ دو
اک چنگاری ایک شرارا کافی ہے

جانا چاہے دُور، نظر آتے رہنا
آؤ نہ آؤ یاد مگر آتے رہنا
ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہے

جس کو اپنی جان سے روشنی پیاری ہو
ایک ہی شب میں جس نے عمر گزاری ہو
اُس کے لیے تو صبح کا تارا کافی ہے

تم کیا ہو یہ ہم سے پُوچھو
پھول اپنی خوشبُو محسوس نہیں کر سکتا

دیکھتے ہو تم کتنی پیاری پیاری آنکھیں
لیکن تم کو دیں درکار ہماری آنکھیں
اپنے حسن پہ کوئی آپ نہیں مر سکتا
تم کیا ہو یہ ہم سے پُوچھو . . . .

پہنچے کوئی نہ جس کو تم معیار ہو ایسا
تم قدرت کا ایک حسیں شہکار ہو ایسا
جس میں کوئی مصوّر رنگ نہیں بھر سکتا
تم کیا ہو یہ ہم سے پُوچھو . . . .

اپنے دامن میں بھر لی گھبراہٹ میری
تم کیوں چونک اٹھے ہو سُن کر آہٹ میری
اپنے سائے سے تو کوئی نہیں ڈر سکتا
تم کیا ہو یہ ہم سے پُوچھو . . . .

مُکھ موڑ موڑ مسکائے سکھی
من کے شیش محل میں بیٹھی خود سے ہی شرمائے سکھی
مُکھ موڑ موڑ مسکائے سکھی

چڑھتا رُوپ جو اپنا دیکھے
پیار کا سُندر سپنا دیکھے
چنچل آنکھیں بند کرے اور سپنوں میں کھو جائے سکھی
مُکھ موڑ موڑ مسکائے سکھی

دھڑکن کی آواز پہ گائے
تنہائی کے ساز پہ گائے
پرچھائیں کے آئینے میں اپنی چھب دکھلائے سکھی
مُکھ موڑ موڑ مسکائے سکھی

کوئی من کا میت نہیں ہے
ہار نہیں ہے جیت نہیں ہے
اک اَن دیکھے سنگم پر بیٹھی ہے دھیان لگائے سکھی
مُکھ موڑ موڑ مسکائے سکھی

پھول سے رنگ رنگوں سے خوشبو ملے
پیار سے جس طرح میں مِلوں تو ملے

میرے دِل پر پڑیں تیری پرچھائیاں
بج اٹھیں تیری یادوں سے تنہائیاں
رقص کرتا ہوا وقت ہر سُو ملے

شوق نے جب خیالوں کو پرواز دی
جب بھی تجھ کو اندھیروں میں آواز دی
ہر طرف تیری آہٹ کے جگنو ملے

کون سی شے نہ ملنے کا اب غم کریں
اور کیا زندگی سے طلب ہم کریں
کیا یہ کم ہے کہ خوشیوں کے آنسو ملے

پرچھائی میں اِک ظالم سے کہہ کر مَن کی بات
دِل سے دِل کا سودا کرنا پاگل پن کی بات

سایہ بن کر ساتھ رہیں میرے صُبح و شام ہوائیں
اپنے ساتھ مجھے بھی کرتی ہیں بدنام ہوائیں
گلیوں گلیوں پہنچائیں میرے آنگن کی بات

مجھ سے جانے کب کا بدلہ لیتی ہے تنہائی!
گزُرے لمحوں کو آوازیں دیتی ہے تنہائی!
چھیڑ رہی ہیں آنکھیں پت جھڑ میں ساون کی بات

کِس بھیدی سے جا کر پوچھوں ایسا کیوں لگتا ہے
آئینے میں اب اپنا چہرہ بھی یوں لگتا ہے
جیسے اپنوں کے ہونٹوں پر ہو دُشمن کی بات

کون چھپا بیٹھا ہے اپنے ہی کردار کے پیچھے
کیسا یہ ہنگامہ سا ہے اُس دیوار کے پیچھے
کرنوں کے منہ سے نکلی ہو گی روزن کی بات

زندگی سے ملی
ہم کو زندہ دِلی — دِل سے خُوش ہم، خفا دِل بھی ہم سے نہیں
آرزوؤں سے ناتا ہے غم سے نہیں

ڈُوبتے ہیں مگر اپنی گہرائی میں
ایک میلہ سا لگتا ہے تنہائی میں
کون سی رونقیں اپنے دم سے نہیں
آرزوؤں سے ناتا ہے غم سے نہیں

آگ میں ہم کو کھلنا سکھائے وفا
عِشق دیتے شہروں میں لگائے صدا
حُسن چُپ چاپ آتا ہے چھم سے نہیں
آرزوؤں سے ناتا ہے غم سے نہیں

سبز شاخوں پہ کلیاں چٹکتی ہوئی
بات کرتی ہیں ہم سے مہکتی ہُوئی
پیار شبنم سے ہے چشمِ نم سے نہیں
آرزوؤں سے ناتا ہے غم سے نہیں

دے خُوشی ہم کو جب بھی طلب ہم کریں
کیوں نہ پھر زندگی کا ادب ہم کریں
خُود سے شکوہ ہے اِس محترم سے نہیں
آرزوؤں سے ناتا ہے غم سے نہیں

کتنے انجانے میں اِک جانا پہچانا پیار مِلا
مِلتے رہے ہوں پہلے جیسے یوں وہ پہلی بار مِلا

اُس کے دِل کی دھڑکن اپنے سینے میں محسوس ہُوئی
جب اُن آنکھوں کا شرمیلا پن دیوانہ وار مِلا

اُس کا خالی ہاتھ بھی ایسا کھڑی ہو جیسے پھُول لیے
سادگیاں بھی رنگوں جیسی رنگ بھی خُوشبُودار مِلا

اپنی سوچوں سے بھی آگے مَیں نے اُس کی چاپ سُنی
دِل کے اندر اس کو ڈھُونڈا وہ دِل کے اُس پار مِلا

تجھ میں کھوئی کھوئی رہوں دِن رَین پیا
دِل پیاسا اور دریا جیسے نَین پیا

تنہائی میں بوجھ ہُوتے کم دُنیا کے
تیرے غم میں بھُول گئی غم دُنیا کے
بے چینی میں بھی ہے کِتنا چین پیا

دِل کی قیمت کیا دِلدار کے بدلے میں
مانگے اگر تُو اپنے پیار کے بدلے میں
رکھ دُوں تیرے قدموں میں کونین پیا

شیشہ رکھ کر سامنے، تیرا سوانگ بھر دوں
تیرے پیروں کی مٹی سے مانگ بھر دوں
میرے سر کا تاج ترے نعلین پیا

راتوں سے بھی کالے سیاہ میرے دِن
لاج کی ماری مَیں خاموش رہوں لیکن
کرتا ہے سنّاٹا کیا کیا بَین پیا

زندگی کو لیے
ہم اُدھر چل دیے
جس طرف دھڑکنوں کی صدا لے گئی
کون ہم سے مِلا
چھُٹ گیا سِلسلہ
حسن سی رُوپ سی
اِک حسیں دُھوپ سی
رنگ تنہائیوں کا اُڑا لے گئی
دِل کہاں کھو گیا
اجنبی ہو گیا
آرزُو کی کلی
جب ذرا کھِل چلی
ساری خُوشبو چُرا کر ہوا لے گئی
کِس کی آواز سے
بج اٹھے ساز سے
وقت کی تھاپ تھی
یا کوئی چاپ تھی
جو ہمیں ساتھ اپنے لگا لے گئی

دِل کے دروازے پر دستک دینے یہ کون آیا
چاپ کہوں یا سایا

ہر جھونکا پھولوں کی ٹہنی
خوشبو دیوار دل نے پہنی
اِک نغمہ سا گونج اُٹھا اِک شعلہ سا لہرایا
چاپ کہوں یا سایا

مہتابی سی رات چھڑائے
تاریکی سے ہات چھڑائے
مٹی نے پائل باندھی کرنوں نے رقص دکھایا
چاپ کہوں یا سایا

ساتوں رنگ فضا میں بکھرے
تنہائی کا چہرہ نکھرے
کانوں سے مڈبھیڑ ہوئی یا آنکھوں سے ٹکرایا
چاپ کہوں یا سایا

ہے پانی کا اِک دریا سا
دِل ہے پیاس بھی جس کا پیاسا
ہے چینی اُس میں شیرینی ہے دھن کا سراپا
چاپ کہوں یا سایا

ہر نظر میں محبّت بھرا رنگ ہے
ایک جیسا ہر اِک پھول کا رنگ ہے

خاکِ گلزار بھی کہکشاں بن گئی
آج ساری زمیں آسماں بن گئی
دامنِ زندگی میں نیا رنگ ہے

خوشبوؤں سے بغلگیر ہیں خوشبوئیں
دِل کی گہرائیوں کو نِگاہیں چھوئیں
چہرے چہرے کا نِکھرا ہُوا رنگ ہے

آئے رنگیں صدا وقت کے ساز سے
پھوٹتی ہیں شعائیں سی آواز سے
لب اُجالا ہیں حرفِ دُعا رنگ ہے

صرف آرائشی ہی نہیں بانکپن
زیوروں کے بِنا بھی سجے ہیں بدن
سادگی بھی بہت خوشنما رنگ ہے

اے میرے دِل
آ مجھ سے مل
دو تو نہیں میں اور تُو
اپنے ہی تو ہے رُو برُو
میں ہی تری پہچان ہُوں
اندر کا میں انسان ہُوں

○

کب پھول کاغذ کا کھلا
آنکھیں حقیقت سے ملا
میں حسن، تو حسنِ طلب
تو ہے گدائے روز و شب
میں وقت کا سلطان ہوں
اندر کا میں انسان ہوں

○

ہر پل تری خواہش کا گھر
میں خواہشوں سے بالاتر
میں عشق اور تو بوالہوس
میں کُل جہاں تو خود ہی بس
تو وہم میں امکان ہوں
اندر کا میں انسان ہوں

○

رُک، کر کبھی اپنی چاپ سُن
اپنی خموشی آپ سُن
دو شخص ہیں اِک نام کے
چل میری اُنگلی تھام کے
تو جسم ہے میں جان ہوں
اندر کا مَیں انسان ہوں

○

کچھ امتحانِ ذات لے
اِس ہاتھ دے اُس ہات لے
سوچے اگر دریا ہے تو
پھر بھی مگر پیاسا ہے تو
تو خوش ہے میں حیران ہوں
اندر کا مَیں انسان ہوں

تیری آنکھوں میں یہ انجان محبت کیسی
دِل کا دروازہ کھُلا ہے تو اجازت کیسی

چھُو کے دیکھا بھی نہیں ہاتھ لگایا بھی نہیں
جسم کیسا مری باہوں میں تو سایا بھی نہیں
بھر گئی پھر بھی رگوں میں یہ حرارت کیسی

ایک دِل اور دھڑکتا ہے مرے سینے میں
ایک شکل اور نظر آتی ہے آئینے میں
تیرے ہوتے ہوئے اپنی بھی ضرورت کیسی

تو نہ ملتا تو کہاں مجھ سا فراقی رہتا
تجھ کو لوٹاؤں تو میں کچھ نہیں باقی رہتا
تو مرے پیار کی پونجی ہے امانت کیسی

تیرا پیار ہوا کا جھونکا ——— مَیں ہُوں کھِلتی ہوئی کلی
جب تو مجھ کو چھُو کر گزرا ——— خُوشبو میرے ساتھ چلی

دُھڑکن میں یوں دھڑکن ڈُوبی ہاتھ سے جیسے ہات مِلے
تیرا میرا مِلن ہُوا یا آپس میں دن رات سے مِلے
آنکھوں میں اِک ٹھنڈی ٹھنڈی رنگ برنگی آگ جلی

مجھ کو ہر اِک آئینے میں تیری شکل دکھائی دے
تیرے گیت ترے نغمے تیری آواز سنائی دے
تیری آہٹ رستے رستے تیرا سایا گلی گلی

میری ہر دھڑکن پر کس نے ـــــ اپنا نام لِکھا
پڑھتے پڑھتے جیون بیتا ـــــ کیسا پیغام لِکھا

بِن بادل بجلی لہرائی
رنگوں سے بھی خوشبو آئی
روشنیوں میں دیپ جلا کر ـــــ صُبح کو شام لِکھا

اِک چہرے پر سو آئینے
دیکھے میری حیرانی نے
باتیں کرتی آنکھ مِلا کر ـــــ چُپ کو کلام لِکھا

وقت کا دریا بہتے بہتے
ٹھیر گیا اِک موڑ پہ جیسے
چھیڑی کوئی نئی کہانی ـــــ یا انجام لکھا

یہ دُھوئیں کی لکیریں
بنائیں تصویریں
اکیلے سپنے کی
ہزاروں تعبیریں

یہ دِل بے چارہ
ہُوا ہے پارہ پارہ
خُوشی سے کب اپنی
پھرے ہے آوارہ ——— پڑی ہیں پیروں میں
ہوا کی زنجیریں

اُٹھاتے ہیں ستم بھی
ہُوئے بڑے کرم بھی
جو ہے امیر دُنیا
نہیں غریب ہم بھی ——— ہمارے قبضے میں
غموں کی جاگیریں

لگے وُہ آشنا سا
رہے جُدا جُدا سا
وہ پیار کا ہے دَریا
مگر رُکا ہُوا سا ——— چلائے دھڑکنوں پر
وَفا کی شمشیریں

دِل کی گلی میں آیا — کوئی صدا لگانے
یا مُجھ کو آ کے چھیڑا — تنہائی میں ہوا نے

چُھو کر مرے بدن کو — خُوشبو سی کوئی گزری
سینے پہ ہاتھ آیا — سانسوں میں آگ اُتری
بے چین کر دیا ہے — کِس نے مُجھے نہ جانے

خیمے میں آرزو کے — یہ کون آ کے ٹھہرا
پرچھائیوں سے جس کی — موسم ہُوا سُنہرا
لمحوں کا خیر مقدم — کرنے لگے زمانے

چھایا اِک اور اُجالا — آنکھوں کی روشنی پر
بدلی سی کوئی برسی — صحرائے زندگی پر
گاتی ہے پیاس میری — بھیگے ہُوئے ترانے

چلتا جاؤں سائے سائے
میرا جیون کھُلا جھرنا کا
مٹی آئے خوشبو آئے

کانٹے کلیاں
میری گلیاں — غم اور خوشیاں میرے موسم
دامن دامن
میرے بندھن — دو آنکھوں میں سارا عالم
سپنے ہی سپنے
پاس ہیں اپنے — سناٹا بھی شور مچائے — چلتا جاؤں سائے سائے

○

شام سویرا
نام ہے میرا — دھوپ سیاہی رنگ ہیں میرے
خزاں بہاریں
مجھے پکاریں — اُڑتے لمحے سنگ ہیں میرے

مجھ کو پیاری
دھرتی ساری ــــ میں لہراؤں یہ لہرائے ــ چلتا جاؤں سائے سائے

○

وہ بکتا ہوں
پڑھ سکتا ہوں ــــ بے لفظوں کی تحریر دل کو
گونجیں میری
دیواریں بھی ــــ دوں آوازیں تصویروں کو
میرا سینہ
اک آئینہ ــــ جو چہروں کا کھوج لگائے ــ چلتا جاؤں سائے سائے

شبنم کرن کو چومے
چھیڑے ہوا کلی کو
جب دُوں صدا کسی کو

مہتاب کو چکوری
پکڑائے دِل کی ڈوری
آغوش میں بُلائے
پرچھائیں روشنی کو
جب دُوں صدا کسی کو
تصویر جان مانگے
پتھر زبان مانگے
احساس رنگ کیا کیا
پہنائے زندگی کو
جب دُوں صدا کسی کو
ساحل پہ آکے لہریں
پیاسوں کے ساتھ ٹھہریں
صحراؤں سے گزرتے
دیکھوں میں اک ندی کو
جب دوں صدا کسی کو

آئے میرے خیالوں میں کبھی تو اگر
تیری خوشبو سے بھر جائے آنگن مرا

دِل کی دیوار پر سائے سے دیکھ کر
چھونا چاہوں تری خوشبوؤں کو اگر
اپنے ہاتھوں میں آ جائے دامن مرا

کوئی جھونکا بھی گزرے اگر پاس سے
مَیں لپٹ جاؤں اپنے ہی احساس سے
تجھ کو آواز دے باولا پن مرا

تجھ سے آگے نہ دیکھیں نگاہیں مری
تیری باہوں میں ہوں ختم راہیں مری
تُو ہی بھادوں مرا تُو ہی ساون مرا

بچاتے اگر لوگ پھولوں سے دامن ——— بہاروں کا دِل ٹوٹ جاتا
اگر یہ محبّت کی رسمیں نہ ہوتیں ——— ہزاروں کا دِل ٹوٹ جاتا

فضا کس لیے ہے زمیں کس لیے ہے
بدلتی رُتوں پر یقیں کس لیے ہے
دھنک پھول کرنیں شفق اور بادل
ہر اِک چیز اتنی حسیں کس لیے ہے
اگر چاہنے والی آنکھیں نہ ہوتیں ——— نظاروں کا دِل ٹوٹ جاتا

بھڑکتے ہیں شعلے جو دِل میں لگن کے
چمکتا ہے ہر سانس خورشید بن کے
دیے کو دیے سے جلایا تو سمجھے
کہ ہیں کھیل سارے وفا کے ملن کے
لپٹتیں نہ راتیں اگر روشنی سے ——— ستاروں کا دِل ٹوٹ جاتا

کسی کو کسی سے جو نسبت نہ ہوتی
فسانے ہی ہوتے حقیقت نہ ہوتی
نہ پہچانتا آدمی آدمی کو
اگر زندگی کی ضرورت نہ ہوتی
کسی کی نہ کرتا کوئی ہمنوائی ــــ تو سارے دن کا دِل ٹُوٹ جاتا

کہیں آواز کہیں رنگ کہیں سائے
کوئی گونجے کوئی بکھرے کوئی لہرائے

یہ مناظر ——— ہیں وہ طائر
جو ہمیشہ مرے خوابوں کی منڈیروں سے اُڑیں
یہ اندھیرے یہ اُجالے مرے ڈیروں سے اُڑیں
مری ہستی ——— ہے وُہ بستی
سانس لینے کو جہاں وقت بھی رُک جائے
کہیں آواز کہیں رنگ کہیں سائے
کوئی گونجے کوئی بکھرے کوئی لہرائے

مرے سپنے ——— سبھی اپنے
میری نیندیں کبھی بن جاگے ہُوئے ذہنوں جیسی
جھونپڑی کبھی مرے جذبات کی محلوں جیسی
کبھی جگنو ——— کبھی خوشبُو
زندگی رُوپ بدل کر مجھے دکھلائے
کہیں آواز کہیں رنگ کہیں سائے
کوئی گونجے کوئی بکھرے کوئی لہرائے

لے سلام

کر کلام

دِل کی سلطنت کے شاہزادے

میری ہر ادا تری کنیز ہے

جان و دِل سے تو مجھے عزیز ہے

تو بھی میرے پیار کو صدا دے

دِل کی سلطنت کے شاہزادے

تیری خوشبوئیں مرا لباس ہیں

آج کتنے رنگ میرے پاس ہیں

اِن میں اپنی روشنی مِلا دے

دِل کی سلطنت کے شاہزادے

دِل میں کیا تری نظر اُتر گئی

آگ سی مرے لہو میں بھر گئی

زندگی کے یہ حسیں ارادے

دِل کی سلطنت کے شاہزادے

دُنیا وہ غم کیا دیتی جو غم دے کر پیار گیا
وہ ٹھکرا کر جیت گیا میں اپنا کر ہار گیا

بھولے بسرے گزرا ہوں جب یادوں کی گلیوں سے
بکھر گئی شعلے دامن میں اُڑ کر خوشبو کلیوں سے
نرم ہوا کا جھونکا بھی کتنے پتھر مار گیا

کاغذ کی اِک ناؤ چلی لہروں سے ٹکرانے کو
پانی کے اندر اُترا دل کی پیاس بجھانے کو
ساحل کی امید لیے گہرائی کے پار گیا

دُنیا گزری نظروں سے ہاتھ نہ آیا کوئی بھی
آنے والی گھڑیوں کے ساتھ نہ آیا کوئی بھی
بیتے لمحوں کے پیچھے جانے کتنی بار گیا

کچھ آداب تو ہوتے ہیں زہر درد بھی پینے کے
زندہ رہ کر بھی مجھ کو ڈھنگ نہ آئے جینے کے
خود مرنے مقتل پہنچا خود بکنے بازار گیا

راتوں کو جاگوں اُس کی لگن میں
خوشبو ہے جس کی میرے بدن میں
نیند ہے گہری
رات سنہری
آنکھیں ہیں بوجھل
سانسوں میں ہلچل
مانگ میں افشاں تارے گگن میں

ہونٹوں پہ سُرخی
اُس کی نظر کی
باہوں نے پہنے
پیار کے گہنے
کھلتی ہیں کلیاں دل کے چمن میں

کرنی پرایا
چپکے سے آیا
ساتھ میں ہولی
کچھ بھی نہ بولی
گیت سجے کتنے خاموش پن میں

جُھکی نگاہیں چور ـــــــ میں جانوں
تیرے من میں ناچ رہے ہیں
آرزوؤں کے مور ـــــــ میں جانوں

رس گھولے کوئی جیون میں
چاہت کے نازک بندھن میں
بندھی ہے تیری ڈور ـــــــ مَیں جانوں

کوئی تجھے بے سُدھ کیے جائے
دھیان تجھے کھینچے لیے جائے
لگن بڑھے مُنھ زور ـــــــ مَیں جانوں

پیار کا بھید چھپا کب کوئی
بند رکھے چاہے تب کوئی
کریں امنگیں شور ـــــــ مَیں جانوں

کھلتی ہوئی باہوں میں
بیگانوں کی اپنوں کی
بیتاب نگاہوں میں
اک بھیڑ ہے سپنوں کی
رنگین بہانے ہیں
یا آئینہ خانے ہیں

انجان بہاریں بھی
رقصاں ہوئی دھرتی بھی
ملتی ہیں گلے ایسے
مربوط ہے خموشی بھی
سُر لے سے ملے جیسے
جھونکے بھی ترانے ہیں

ہر پھول پہ رونق ہے
چندا میں چکوری میں
لہرائے ہر اک ڈالی
کاسے میں تجوری میں
صحرا میں بھی ہریالی
چاہت کے خزانے ہیں

احساس کی لہروں پر
خوشیوں کا سمندر ہے
بنتی ہوئی تصویریں
اور سپنوں کے اندر ہے
سپنے ہیں کہ تعبیریں
گھڑیوں میں زمانے ہیں

○

ان چھوئے ساز کا ان سنا گیت ہے
جانے تو کس کا چھیڑا ہوا گیت ہے

گل کھلاتی ہوئی رنگ بھرتی ہوئی
تو ہے یا زندگی رقص کرتی ہوئی
خامشی بھی تری، پیار کا گیت ہے
جانے تو کس کا چھیڑا ہوا گیت ہے

تیری پرچھائیں سے دھوپ کے پر جلیں
تیری رفتار بجتی ہوئی پائلیں
تیری انگڑائی کا ٹوٹتا گیت ہے
جانے تو کس کا چھیڑا ہوا گیت ہے

ایسا ناتا نہ ہوگا کسی اور سے
سن رہی ہیں ہوائیں بڑے غور سے
تو فضاؤں میں اک گونجتا گیت ہے
جانے تو کس کا چھیڑا ہوا گیت ہے

○

محبت ہے میرا پیام
مری زندگی سب کے نام
وفا جس نظر میں بھی ہو
مرا اُس نظر کو سلام

○

ہوائیں جو مجھ کو چھوئیں
مجھے لے اُڑیں خوشبوئیں — مِلائے جو مجھ سے نظر
تو ناچے کرن پھول پر
جلے میرے دِل کا چراغ
تو ہو جائے رنگین شام

○

مری آرزو ہے نئی
اِک آئینہ چہرے کئی — دھنک میں مرے رنگ ہیں
اُجالے مرے سنگ ہیں
میں تنہا بھی ایک انجمن
مری خامشی بھی کلام

○

محبّت ہے سچّائی بھی
کِنارہ بھی گہرائی بھی ـــــ لہُو کی حرارت بھی ہے
یہ سانسوں کی قیمت بھی ہے
جو شبنم گرے پیار کی
تو شعلے کریں اِحترام

○

کبھی پھول ملے کبھی سنگ ملے
مجھے جینے کے سب ڈھنگ ملے

کبھی سارے سفر میں دھوپ رہی
کبھی چھاؤں کے ساتھ چلیں راہیں
کبھی پھیلیں غیروں کی باہیں
کبھی اپنوں کے دل تنگ ملے
مجھے جینے کے سب ڈھنگ ملے

کبھی ہو گئے دل کے زخم ہرے
کبھی زردی چہرے پر آئی
کبھی آنکھ لہو لے کر آئی
مجھے کیسے کیسے رنگ ملے
مجھے جینے کے سب ڈھنگ ملے

کبھی میرے بدن سے خاک اُڑے

کبھی چاند اُچھالے پرچھائیں

مری آنکھیں جنہوں نے ٹھکرائیں

وُہی اگلے موڑ پہ دنگ ملے

مجھے جینے کے سب ڈھنگ ملے

کبھی ڈھونڈے مرا آغاز مجھے

کبھی سامنے ہو انجام مرا

مرا آئینہ پُوچھے نام مرا

مرے اندر انگ سے انگ ملے

مجھے جینے کے سب ڈھنگ ملے

○

جھونکا تمھارے پیار کا ___ چھو کے گزر گیا
آگ لگاتی خوشبوئیں ___ سانسوں میں بھر گیا

یہ ہے فریبِ آرزو ___ سامنے یا تم آ گئے
رنگ تمھارے حسن کے ___ آنکھوں میں یوں سما گئے
پانی میں جس طرح کوئی ___ شعلہ اُتر گیا

پاؤں اُٹھائے بھی نہیں ___ راہ دکھائی دے گئی
ہونٹ ہلے نہیں مگر ___ بات سُنائی دے گئی
ساز چھڑا نہیں مگر ___ نغمہ بکھر گیا

رُک گئے تم جہاں وہیں ___ ٹھہر گئی نگاہ بھی
چل دیے تم تو چل پڑی ___ ساتھ تمھارے چاہ بھی
روشنی جس طرف گئی ___ سایا اُدھر گیا

○

ہم دل کے آئینے کو بچائیں تو کس طرح
دُنیا کھڑی ہے ہاتھ میں پتھر لیے ہُوئے

اے زندگی عجیب ہیں تیرے اصُول بھی
جس شخص نے ہمیں کبھی مارے نہ پھُول بھی
وُہ بھی ہے آستین میں خنجر لیے ہُوئے

قحطِ وفا ہے آج زمانے میں کس قدر
اپنوں کا اِک ہجُوم ہے چاروں طرف مگر
تنہائیوں کے زخم ہیں دِل پر لیے ہُوئے

ہر سانس کر رہی ہے مقدّر کا سامنا
کاغذ کے جسم کو ہے سمندر کا سامنا
آندھی میں ہیں چراغ مظفرؔ لیے ہُوئے

○

دل ہو کہ جاں ـــــ مرا نام و نشاں ـــــ ترے پیار کے سنگ رہے
ہو وہ سماں ـــــ کہ تمام جہاں ـــــ ہمیں دیکھ کے دنگ رہے

جانِ چمن ـــــ تری سانس کرن ـــــ ترا روپ سحر کی طرح
تیری نظر ـــــ مری راہ گزر ـــــ تری چاپ گجر کی طرح
طے ہو سفر ـــــ ترے ساتھ اگر ـــــ تو جواں اُمنگ رہے

شعلہ فشاں ـــــ ہوں روشنیاں ـــــ نئی رُت کے چراغ جلے
دُور ہوں غم ـــــ رہیں ایک جو ہم ـــــ تو وفاؤں کی ریت چلے
حشر تلک ـــــ یہ دھنک یہ چمک ـــــ یہ مہک یہی رنگ رہے

پیار میں جو ـــــ کبھی کھوٹ نہ ہو ـــــ کوئی بات بُری نہ لگے
کوئی جیے ـــــ جو کسی کے لیے ـــــ تو حیات بُری نہ لگے
شیشے کے گھر ـــــ ہوں سبھی کے اگر ـــــ نہ جنوں نہ سنگ رہے

میری خاموشیاں بات جیسی
تیری یادیں مُلاقات جیسی

ہر طرف تیری پرچھائیاں ہیں
کتنی آباد تنہائیاں ہیں
رات، کرنوں کی بارات جیسی
تیری یادیں مُلاقات جیسی

دِل میں اٹھتا رہے درد گہرا
رہے آنکھوں پہ سپنوں کا پہرا
بے رُخی بھی عنایات جیسی
تیری یادیں مُلاقات جیسی

چوٹ جب پھول بن کر لگی ہو
آگ جب دل کے اندر لگی ہو
دُھوپ، لگتی ہے برسات جیسی
تیری یادیں مُلاقات جیسی

پیار انوکھے رنگ دکھائے
اندر دھوپ ہے باہر سائے
آرزوؤں کا موسم بھی کیسا موسم ہے
پت جھڑ کے ہاتھوں میں بہاروں کا پرچم ہے
اُڑتی مٹی پھول کھلائے

گھیر لیا کیسے خوابوں نے مجھ کو
چہرہ چہرہ بانٹ دیا آنکھوں نے مجھ کو
اپنا جیون درد پرائے

دل چاہے خوشبو دے کر چنگاری لے لوں
کھلتی ہوئی باہوں میں دنیا ساری لے لوں
رستہ رستہ مجھے بلائے

رنگ ہیں بکھرے ہوئے
رُوپ ہیں نکھرے ہوئے ۔۔۔ پیار سے پیار گلے مِلتا ہے
دِل سے دِلدار گلے ملتا ہے

تیرے دامن کی دھنک
آج ہے دُور تلک
تیرے ہونٹوں کی ہنسی
سارے پھولوں میں بسی
سازِ دل غور سے سُن
چھڑتی ہے جب کوئی دھن۔ تار سے تار گلے مِلتا ہے
پیار سے پیار گلے مِلتا ہے

آرزوئیں ہیں بڑی
کتنی دلکش ہے گھڑی
کاش یہ پل نہ ڈھلے
وقت آگے نہ چلے
جب کبھی دیکھوں میں تجھے
تو خیالوں میں مرے۔ سینکڑوں بار گلے ملتا ہے
پیار سے پیار گلے مِلتا ہے

○

دِل کے تار چھُو گئیں، تمھاری اُنگلیاں
گیت بن کے گونج اُٹھنے لگیں خموشیاں

میں نے کچھ کہا نہ تم نے کچھ کہا، مگر
دونوں آ کے رُک گئے ہیں ایک موڑ پر
سامنے ہیں پیار کی حسین وادیاں

فاصلوں میں ایک رابطہ سا ہو گیا
زندگی کا رنگ کچھ نیا سا ہو گیا
کھُل گئیں، کھُلی فضاؤں میں بھی کھڑکیاں

جاگنے میں جاگنے لگی ہے آرزو
دَوڑنے لگا رگوں میں اِس طرح لہُو
برف میں چمک رہی ہوں جیسے بجلیاں

○

یہ گلیاں یہ پیار کی گلیاں
اِن گلیوں کے لوگ
لگا دیتے ہیں دِل کو روگ

اِک جیون شیشے میں نظر آتی ہیں دو تصویریں
آنکھیں ملنے سے پہلے مِل جاتی ہیں تقدیریں
دھرتی سے پہلے آکاش پہ ہوتا ہے سنجوگ

پیار کی آگ میں جلنے والے لوگ عجب ہوتے ہیں
بھیگی بھیگی آنکھیں سوکھے سوکھے لب ہوتے ہیں
بربادی کا جشن منائیں اور خوشیوں کا سوگ

طوفانوں سے بڑھ کر سینے میں اٹھتی ہیں لہریں
دل والوں کے آگے دریاؤں کے زور نہ ٹھہریں
تخت اور تاج کو جو ٹھکرا دے نے چاہت ایسا جوگ

مری زندگی گیت ہے ساز تُو ہے
دھڑکتے ہوئے دِل کی آواز تُو ہے

دکھاتی ہیں مُجھ کو حسیں خواب آنکھیں
چھپائیں جسے میری بیتاب آنکھیں
وہ دُنیا پہ کُھلتا ہُوا راز تُو ہے

میں تنہائی میں بھی رہوں ساتھ تیرے
مرے ذہن میں ہیں خیالات تیرے
مِرا آسماں میری پرواز تُو ہے

مرے ہر سویرے کی تو شام ہو گا
ترے سائے میں میرا انجام ہو گا
کہ میری محبّت کا آغاز تُو ہے

زندگی کی حسین راہوں میں ـــــ تُو محبّت کا اِک سمندر ہے
دونوں جانب کا میں کنارہ ہُوں ـــــ تیری ہر لہر پہ مرا گھر ہے

تیری آنکھیں ہیں آئینہ میرا ـــــ میں تو کیا عکس بھی چھپنا میرا
تجھ کو چاہے بغیر سانس نہ لوں ـــــ دِل نہ دھڑکے ترے بنا میرا
رُوح پر میری جسم پر میرے ـــــ تیری پرچھائیوں کی چادر ہے

تیری خوشبُو ہے ہمسفر میری ـــــ تجھ سے ہٹتی نہیں نظر میری
تیری آہٹ کے ساتھ ساتھ چلوں ـــــ ختم ہو تجھ پہ رہگذر میری
میرے سپنوں کی کائنات ہے تو ـــــ تُو مرے ہر طرف کا منظر ہے

شیشے میں چہرہ، چہرے پہ آنکھیں، آنکھوں کے پیچھے، سپنوں کا جنگل
جنگل میں دریا دریا میں لہریں لہروں پہ کشتی کشتی میں ہلچل

جذبات نکھریں جب مجھ پہ بکھریں چندا کی کرنیں شاخوں کے سائے
اُجلے اندھیرے ساتھی ہیں میرے جینا بھی جانوں مرنا بھی آئے
میرا فسانہ میری کہانی کتنی ادھوری کتنی مکمل

جتنے دیے ہیں میرے لیے ہیں دِل مجھ پہ واریں رنگیں بہاریں
باغوں میں کلیاں کلیوں میں خوشبو خوشبو کے جھونکے مجھ کو پکاریں
جھونکوں سے مل کے آنگن میں دل کے پگلی تمنّا ناچے مسلسل

وقت عجب ساتھی ہے سب کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیتا
چلتا سب کے ساتھ ہے لیکن سب کا ساتھ نہیں دیتا

کوئی دُھوپ میں کھلتے پھُول لیے پھرتا ہے ہونٹوں پر
اور کسی کے ساون بھادوں کو برسات نہیں دیتا
کسی کا گھر بن مانگے بھر دیتا ہے سونے چاندی سے
کسی بھکاری کو مانگے سے بھی خیرات نہیں دیتا

جو کچھ کرنا ہوتا ہے خاموشی سے کر جاتا ہے
منّت کرتا نہیں کسی کی احکامات نہیں دیتا
کوئی گدڑی پہن کے نکلے اور کوئی اطلس کمخواب
ہر انسان کو ایک ہی جیسے تو حالات نہیں دیتا

جو اس کو انمول سمجھتا ہے یہ اُس کی قدر کرے
ناقدروں کو اُن کی مرضی کے دن رات نہیں دیتا

مِلّی اَور قومی نظمیں

سلام تجھ کو وطن تیری عظمتوں کو سلام
ہوا میں اُڑتے ہوئے سبز پرچموں کو سلام

وفا کی لاج ہے سچائی کا اصول ہے تو
تو ماہتاب ہے قوس و قزح ہے پھول ہے تو
ترے اُجالوں کو رنگوں کو خوشبوؤں کو سلام

تری بہار ہمیشہ جوان لگتی ہے
تری زمیں بھی ہمیں آسمان لگتی ہے
تری فضاؤں کو رستوں کو وادیوں کو سلام

زباں پہ آئے ترا نام احترام کے ساتھ
لہو رگوں میں اُچھلتا ہے تیرے نام کے ساتھ
ترے عظیم شہیدوں کو غازیوں کو سلام

ہر ایک قدم
آزاد ہیں ہم

ہر دِل پر طاری ، آزادی
پہچان ہماری ، آزادی

کہتے ہیں وطن کی شان ہیں
ہر چیز سے پیاری جان ہیں
اور جان سے پیاری آزادی
پہچان ہماری ، آزادی

ہر سُورج کی ہم پہلی کِرن
ہم ہنستا بَستا ایک چمن
اَور بادِ بہاری آزادی
پہچان ہماری ، آزادی

ہم نے کیا قسمت پائی ہے
حِصّے میں ہمارے آئی ہے
عظمت ، بیداری ، آزادی
پہچان ہماری ، آزادی

خوشبو کی یہ دھرتی ہے یہ گھر ہے اُجالوں کا
یہ ایک قبیلہ ہے سب چاہنے والوں کا

مٹّی میں لہو چمکے شبنم بھی ہے چنگاری
منظر ہو کہ پس منظر روشن ہے فضا ساری
بستی یہ ستاروں کی یہ دیس ہلالوں کا
یہ گھر ہے اُجالوں کا

اِس خاک سے وابستہ تقدیر ہماری ہے
ہر آئینے میں اس کے تصویر ہماری ہے
محور ہے یہ سوچوں کا مرکز ہے خیالوں کا
یہ گھر ہے اُجالوں کا

ہمّت یہ سدا اپنی قدرت کو بھی پیار آئے
طوفان سفینے کو خود پار اُتار آئے
سرمایہ ہے پاس اپنے بے مثل مثالوں کا
یہ گھر ہے اُجالوں کا

رکھتے ہیں نگاہوں میں ہر زاویے کو اپنے
جاں دے کے بچائیں گے جغرافیے کو اپنے
ہر سانس نمونہ ہے تاریخی حوالوں کا
یہ گھر ہے اُجالوں کا

اِتّحاد، تنظیم، یقین — ہے اپنا آئین
خطّہ وفا، اَرضِ دین — اپنی پاک زمین

اپنے سینے میں ہم رکھ لیتے ہیں درد پرایا
ہر اِک رَستے پر ہے اپنی آہٹ اپنا سایا
روشنی کے ہم دِلدادہ — منزل کے شوقین

سانسوں کی خاموشی، نغموں کی جھنکار ہے ہم کو
ہم اِک سادہ قوم ہیں سادگیوں سے پیار ہے ہم کو
خُون سے شہیدوں کے ہیں — زندگیاں رنگین

آنکھیں میچ کے چلنے سے طوفان نہیں رُک جاتا
اپنے لمحے کا ہے جدّ و جہد سے ناتا
جس قدر سہیں تکلیفیں — ہوتی ہے تسکین

گھور اندھیرا چھٹ جائے گا
سُورج ہے بس نکلنے والا
وَقت ہے کروٹ بدلنے والا
دُکھ رستے سے ہٹ جائے گا
گھور اندھیرا چھٹ جائے گا

رات کے گہرے بندھن ٹُوٹے
شبنم سے چنگاری پھُوٹے
لمحے نے لمحے کو چاٹا
یہ کالا گہرا سنّاٹا
ایک کرن سے کٹ جائے گا
گھور اندھیرا چھٹ جائے گا

دِل سے دُور اُداسی ہو گی
کوئی سانس نہ پیاسی ہو گی
میرا حق ہے تیرا حق ہے
زندہ رہنا سب کا حق ہے
سُکھ بھی سب میں بٹ جائے گا
گھور اندھیرا چھٹ جائے گا

آنکھیں اُتریں گی سپنوں میں
ذہن بھی ہوں گے آئینوں میں
اب سچائی راج کرے گی
جھوٹوں کو بے تاج کرے گی
ظلم کا رُتبہ گھٹ جائے گا
گھور اندھیرا چھٹ جائے گا

چلو کہ منزل بُلا رہی ہے
ہرے بھرے موسموں کے پیچھے نئی سحر مُسکرا رہی ہے
چلو کہ منزل بُلا رہی ہے

ہواؤں کو رہگزر بنائیں
تمام رنگوں سے گھر بنائیں
دِلوں سے پھُوٹے وفا کی خوشبو
اُجالوں کو ہمسفر بنائیں
کہ آنے والے حسین دِنوں سے ہمیں صدا اپنی آ رہی ہے
چلو کہ منزل بُلا رہی ہے
بندھے خیالوں کے ساتھ دھارے
چھپے ہیں ہر موج میں کنارے
نظر میں اُس پار کا سماں ہے
قدم بھی لہروں پہ ہیں ہمارے
بہاؤ دریا کا جس طرف ہے اُسی طرف ناؤ جا رہی ہے
چلو کہ منزل بُلا رہی ہے

نگاہ میں اتنا پیار گھولیں
کہ ہم سے پتھر بھی ہنس کے بولیں
اگر نکلنا ہے ہم کو آگے
تو لمحے لمحے کے ساتھ ہولیں
دِلوں میں جاگی ہوئی تمنّا دِیے لہو میں جلا رہی ہے
چلو کہ منزل بلا رہی ہے

مٹی کا زیور ہریالی ہمّت اپنا گہنا
محنت کرتے رہنا

اپنی حالت آپ سنواریں بدلیں خود تقدیریں
اپنے لہراتے بازو دھرتی کا سینہ چیریں
خون پسینے کی بوندوں نے کیا کیا رنگ ہے پہنا
محنت کرتے رہنا

سانسیں کھل اٹھتی ہیں، جب شبنم ماتھے پر آئے
جب ہو چُور بدن اپنا، رونق چہرے پر آئے
اپنا شیوہ اوروں کی خاطر تکلیفیں سہنا
محنت کرتے رہنا

چاندی بہتی ہے نہروں میں سونا اُگلے کھیتی
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں گزریں ہم کو دعائیں دیتی
ہم نے بھی سیکھا ہے ان سے دھوپ کو سایا کہنا
محنت کرتے رہنا

پیار میری زندگی
پیار میرے صبح و شام
اے مرے دارالسلام
میری ہر اک سانس کا
تیری باہوں میں قیام
اے مرے دارالسلام

رحمت پروردگار ساتھ ہے ہر دم مرے
میری خوشیاں سب کی ہیں سب کے غم ہیں غم مرے
کوئی سایا کوئی دھوپ
لاکھ نظریں ایک روپ
لاکھ چہرے ایک نام
اے مرے دارالسلام

ہر کلی میری کلی ہر شجر پر میرا گھر
کہکشاں نقشِ قدم تاجِ پیشانی سحر
چاند سورج ہم نوا
ہمسفر موجِ ہوا
رنگ و نکہت ہم کلام
اے مرے دارالسلام

تیری ہر تصویر میں خُون بھر سکتا ہُوں میں
زندہ ہوں تیرے لیے تجھ پہ مر سکتا ہُوں میں
جو نہ ہو تجھ پر فِدا
اُس پہ تیری خاک کا
ایک دانہ بھی حرام
اے مرے دارالسلام

چھیڑتا ہُوں میں تجھے نغمۂ جاں کی طرح
اپنے سینے سے لگاتے تُو مجھے ماں کی طرح
مجھ پہ تیرے حاشیے
اور تُو میرے لیے
قابلِ صد احترام
اے مِرے دارالسلام

جان و دِل سے تیری آزادی ہے پیاری اے وطن
تجھ پہ صدقے دل ہمارا جاں ہماری اے وطن

تیری مٹّی میں پسینہ ہم نے اپنا بو دیا
خُون اپنے جسم کا تیرے چراغوں کو دِیا
تیری ہر تصویر آنکھوں میں اُتاری اے وطن

منزلوں پر ہے نظر اپنی، ہوا دِل پر قدم
وقت کی رفتار سے آگے بہت آگے ہیں ہم
لمحہ لمحہ ہے تِرا صدیوں پہ بھاری اے وطن

زندگی سچائی کا رستہ دکھاتی ہے ہمیں
روشنی ہر راستے میں لینے آتی ہے ہمیں
پیار ہے ایمان سے ہمت سے یاری اے وطن

رنگ برنگی روشنیوں میں پیار ہمارا روشن ہے
آنکھیں روشن دل روشن کردار ہمارا روشن ہے

چاند ہے سورج ہے تارے ہیں ہر ذرّے کی جھولی میں
خونِ شہیداں کی شمعیں جلتی ہیں وطن کی مٹی میں
یہ خوشبو کی دھرتی یہ گلزار ہمارا روشن ہے

اپنے دریاؤں کا ہر دھارا ہے کرنوں کا دھارا
اپنی راتوں سے بھی پھوٹے صبحوں جیسا اُجیارا
ہر کوچہ روشن ہے ہر بازار ہمارا روشن ہے

اپنا ہر جذبہ سچائی زندہ تصویر ہُوا
لاکھوں جانوں پر یہ اپنا دیس محل تعمیر ہُوا
چمکے اپنی قربانی، ایثار ہمارا روشن ہے

(

غازیوں کا اور جیالوں کا وطن میرا وطن
خوشبوؤں رنگوں اُجالوں کا وطن میرا وطن

جن کی پروازوں کا ہے اونچائیوں سے واسطہ
بادلوں میں جو بنا لیتے ہیں اپنا راستہ
ایسے شاہینوں غزالوں کا وطن میرا وطن

خاک میں میرے وطن کی ہے شہیدوں کا لہو
اور شہیدوں کے لہو سے ہے وطن کی آبرو
آبرو پر مٹنے والوں کا وطن میرا وطن

راستوں میں روشنی سینوں کے اندر روشنی
چہرے آئینوں میں آئینوں کے اندر روشنی
آفتابوں کا ہلالوں کا وطن میرا وطن

○

اے دشمنِ دیں میرا وطن جاگ رہا ہے
کچھ پھول نہیں، سارا چمن جاگ رہا ہے

فرزندِ وطن سر سے کفن باندھے ہوئے ہیں
اور جس کے بھی سر پر ہے کفن، جاگ رہا ہے

مومن کبھی سوتے میں بھی غافل نہیں رہتا
اے کافرو ہر کفر شکن جاگ رہا ہے

فولاد کی دیوار ہے ہر سانس ہمارا
بیدار ہے احساس، بدن جاگ رہا ہے

جھک جائیں گے حالات بھی قدموں پہ ہمارے
ذہنوں میں محمدؐ کا چلن جاگ رہا ہے

تصویر ہے یہ قربانی کی
عزت ہر پاکستانی کی
حق کے احسان کا پرچم ہے
یہ پاکستان کا پرچم ہے

اسلام کا ہے ایمان کا ہے
ذی علم کا ہے ذی شان کا ہے
پنجاب بلوچستان کا ہے
سرحد مکران کا پرچم ہے
یہ پاکستان کا پرچم ہے

عظمت کے نقیبوں کا پرچم
غازی کا خطیبوں کا پرچم
شاعر کا ادیبوں کا پرچم
مزدور کسان کا پرچم ہے
یہ پاکستان کا پرچم ہے

دیتا ہے نویدیں نُصرت کی
چادر ہے نبی کی رحمت کی
پگڑی ہے یہ اپنی غیرت کی
اپنی پہچان کا پرچم ہے
یہ پاکستان کا پرچم ہے

اللہ کا جو اقرار کرے
اُونچا، اپنا کردار کرے
جو عدل کرے جو پیار کرے
ہر اُس اِنسان کا پرچم ہے
یہ پاکستان کا پرچم ہے

انشاءاللہ قائم سدا رہے گا پاکستان
جب تک بہے گا وقت کا دریا رہے گا پاکستان

قائدِ اعظم کے ہاتھوں یہ قدرت نے بنوایا
اِس دھرتی پر تاجِ نبی معراجِ نبی کا سایا
اُونچے مُلکوں سے بھی اُونچا رہے گا پاکستان

کِھل جائے دِل، جب قدموں سے لپٹے اس کی دُھول
اُس کے ماتھے سجیں گے ہر دَم روشنیوں کے پھول
دُنیا کی بارات کا دُولھا رہے گا پاکستان

اس کے آگے کوئی بھنور، کوئی بھنور نہ ہوگا
آتی جاتی رُتوں کا اِس پر کوئی اثر نہ ہوگا
بہار ہو یا پت جھڑ، ہرا رہے گا پاکستان

اے پاک زمیں ملکِ خدا خطّۂ اسلام
ہر سانس ہے تیرے لیے ہر گام ترے نام

تو پیار کی جنّت ہے بہاروں کی زمیں ہے
دروازۂ توحید ہے دیوارِ یقیں ہے
انصاف مساوات صداقت ترا پیغام
اے خطّۂ اسلام

دریا ترے بہتے ہوئے جذبات ہمارے
کہسار ترے اٹھتے ہوئے ہات ہمارے
مٹّی تری ہم اہلِ حرم کے لیے احرام
اے خطّۂ اسلام

کھلتے ہوئے قرآں کی طرح تیری فضائیں
خوشبوئے پیمبر میں بسی تیری ہوائیں
اللہ کے سائے میں تری صبح تری شام
اے خطّۂ اسلام

دامن پہ ترے داغ نہیں کوئی رفو کا
سر پہ ہے ترے تاج شہیدوں کے لہو کا
پرچم کی طرح ہم ترے کاندھوں پہ بہر گام
اے خطّۂ اسلام

تاریخ کو ہم یاد تھے اور یاد رہیں گے
آزاد تھے آزاد ہیں آزاد رہیں گے
رکھے گی تجھے ساتھ سدا گردشِ ایام
اے خطّۂ اسلام

مرے وطن مری وردی ہے تیری ہریالی
ترے لبوں پہ شہیدوں کے خون کی لالی

ترے وجود کی بنیاد میری ذات میں ہے
یہ ڈور پیار کی جو میرے تیرے ہات میں ہے
نہیں یہ ڈور کسی سے بھی ٹوٹنے والی

سبھی رُتیں سبھی موسم ہوں مہرباں تجھ پر
خدا کرے کہ نہ آئے کبھی خزاں تجھ پر
تری بہار کا مطلب ہے میری خوشحالی

مجھے اندھیروں سے لڑنا ہے روشنی کے لیے
ہر ایک سانس مرا تیری زندگی کے لیے
مرا کمال، مرا فرض، تیری رکھوالی

اللہ کا ہم پر احساں ہے
سینوں میں ہمارے قرآں ہے
آنکھوں میں حرم آزادی کے
متوالے ہم آزادی کے

مٹی میں رنگ اُجالوں کا
یہ دیس چمکنے والوں کا
پربت گائے ساگر گائے
لمحہ لمحہ مل کر گائے
نغمے ہر دم آزادی کے
متوالے ہم آزادی کے

چل کر طوفان کے دھاروں پر
کشتی لے آئیں کناروں پر
خوابوں میں رہیں جاگے جاگے
نظروں کی رسائی سے آگے
پڑتے ہیں قدم آزادی کے
متوالے ہم آزادی کے

ہم یہ ہی نہیں کچھ اَور بھی ہیں
اِک آنے والا دَور بھی ہیں
رکھتے ہیں نظر سب رستوں پر
اِن آتی جاتی سانسوں پر
ہیں لفظ رقم آزادی کے
متوالے ہم آزادی کے

جانے تاریخ مقام اپنا
صدیوں کی زباں پر نام اپنا
ہم دُنیا کے ہر نقشے میں
اِس دَھرتی کے ہر ذرّے میں
بَرِّ اعظم آزادی کے
متوالے ہم آزادی کے

قائد کو سلام ہمارا ہے
وہ صبحِ وطن کا تارا ہے
ہم نازاں اُس کی اُڑانوں پر
اُس نے ہی ہمارے شانوں پر
لہرائے عَلَم آزادی کے
متوالے ہم آزادی کے

سورج نکلے آسمان پر ۔۔۔ دِلوں میں گھری شام
سویرا بیداری کا نام

چلتے میں بھی رُکا رہے اور جاگتے میں بھی سوئے
آنکھیں رکھنے والے تو نے کتنے منظر کھوئے
ہر منظر لایا ہو گا کیسے کیسے پیغام
سویرا بیداری کا نام

روشنیوں میں رہنے والے اپنے اندر جھانک
کرنیں اُتار لے سینے میں چادر پر مت ٹانک
باہر کا اُجلا پن آئے گا تیرے کِس کام
سویرا بیداری کا نام

اپنے پیچھے بھاگ نہ پگلے تھام لے وقت کی ڈور
سُن ہنگاموں کی خاموشی سنّاٹوں کا شور
راتیں بھی جو جاگ کے کاٹے اُس کی سحر غلام
سویرا بیداری کا نام

تیری زمین پاک فضا پاک اَے وطن
تاروں سے بھی حسین ترِی خاک اَے وطن

تُو نے مجھے دکھائے محبّت کے راستے
میرے بدن کا سارا لہو تیرے واسطے
اَور تیری خُوشبو ہیں مِری پوشاک اَے وطن

سائے میں تیری دھوپ کے ہریالیاں جلیں
جلتے چراغ لے کے ترِی آندھیاں چلیں
چُومیں ترِی فضاؤں کو افلاک اَے وَطن

دِل اپنا شبنمی بھی نظر شعلہ بار بھی
ہم پنکھڑی بھی پھُول کی خنجر کی دھار بھی
خوفِ خدُا نے کر دیا بیباک اَے وَطن

جائے گا دُور دُور ہر اِک راستہ ترِا
پھیلے گا کائنات میں جغرافیہ ترا
تجھ پر ہے سایۂ شہِ لولاک اَے وطن

آزادی کے پربت پہ ہوا اپنا بسیرا
دیتا ہے سلامی ہمیں آزاد سویرا

شاداب چمن ہی نہیں صحرا بھی ہرے ہیں
مٹی میں مصوّر نے حسیں رنگ بھرے ہیں
اے ارضِ وطن نکھرا ہُوا رُوپ ہے تیرا

مِلتا ہے سکوں دیس کی راہوں سے گزر کے
احسان بہت ہم پہ ہیں ہر شام و سحر کے
خوشبو کہیں پھیلاتی کہیں نُور بکھیرا

چلتی ہے اجازت سے ہوا حد میں ہماری
گہرائی بھی اُونچائی بھی ہے زد میں ہماری
پاتال ٹھکانہ ہے تو افلاک پہ ڈیرا

طوفان کوئی اس کو ڈبو ہی نہیں سکتا
اُس قوم پہ حادثہ کوئی ہو ہی نہیں سکتا
اللہ کی رحمت نے ہو جس قوم کو گھیرا

پرچم یہ ہمارا ہے
اور جان سے پیارا ہے
آغوش میں دھرتی کی
یہ چاند ستارا ہے۔ پرچم یہ ہمارا ہے

یہ سبز حسیں پرچم
تصویرِ یقیں پرچم
اِس خِطّۂ جنّت کی
حُرمت کا امیں پرچم
تقدیر ہے مِلّت کی
قُدرت کا اِشارا ہے۔ پرچم یہ ہمارا ہے

عظمت کا نشاں کہیئے
یا قوم کی جاں کہیئے
یا اس کی ترنگوں کو
جذبوں کی زباں کہیئے
ٹھنڈک ہے حرارت ہے
شبنم ہے شرارا ہے۔ پرچم یہ ہمارا ہے

لہراتے ہواؤں میں
بجلی ہے گھٹاؤں میں
اُڑتا ہُوا پنچھی ہے
آزاد فضاؤں میں
دریائے بلندی کا
بہتا ہُوا دھارا ہے۔ پرچم یہ ہمارا ہے

پیار کے سونے چاندی سے جو سب کے دامن بھرتی ہے
وہ دھرتی میری دھرتی ہے

میری دھرتی پھولوں سے بڑھ کر متوالی ذہنوں کی
کوئی موسم چھین نہیں سکتا ہریالی ذہنوں کی
پت جھڑ کے آنگن میں خوشبو کی بارات اُترتی ہے
وہ دھرتی میری دھرتی ہے

دُھوپ سے جلتے دن میں پتھر بھی کُندن ہو جاتے ہیں
راتوں کی تاریکی میں سینے روشن ہو جاتے ہیں
خاموشی بھی جس کی دل والوں سے باتیں کرتی ہے
وہ دھرتی میری دھرتی ہے

جس کے صحراؤں کے رہنے والے گرم مزاج نہیں
جس کے دریاؤں کے باسی کشتی کے محتاج نہیں
جس کے کہساروں کی اونچائی چھوٹوں پر مرتی ہے
وہ دھرتی میری دھرتی ہے

ہم پتھر کی چنگاری ہم کہساروں کے پھول
کرنوں جیسے اپنے رستے خوشبو جیسی دھول

سوچوں سے بھی آگے اپنے قدموں کی جھنکار
اپنی بینائی کی منزل دیواروں کے پار
اپنی سانسیں بھی طوفانی لہروں میں مقبول

نیندوں کے بھی دامن میں ہے بیداری کی آگ
سپنے بھی آواز لگائیں جاگ زمانے جاگ
تیز ہوائیں بھی ہیں دیپ جلانے میں مشغول

فردا کی دیواروں پر لکھا ہے حال ہمارا
آنے والا وقت کرے گا استقبال ہمارا
عدل یقیں سچائی محبت اپنے چند اصول

اپنے تن پر اپنے دیس کی مٹی کے احرام
اپنا ہر اک سانس وطن کی آزادی کے نام
اس کو زندہ رکھنے والی ہم کو موت قبول

پیار کے دریا کی لہریں اب ایک ہیں
ہم سب ایک ہیں

ایک چمن میں رنگ برنگے پھول کھلیں
ہوا چلے تو سب خوشبوئیں گلے ملیں
منزل جدا ہو کیوں رستے جب ایک ہیں
ہم سب ایک ہیں

ہریالی بن کر لہرائے لہو اپنا
ساری آنکھیں دیکھ رہی ہیں اک سپنا
آوازیں مختلف ہیں مطلب ایک ہیں
ہم سب ایک ہیں

ایک ہی جیسی دھڑکن سب کے سینے میں
ساتوں سُر مل بیٹھے اک ساز بنے میں
ایک سے تیور ہیں سب کے ڈھب ایک ہیں
ہم سب ایک ہیں

ایک فلک کی اوٹ بسیرا سب کا ہے
نکلے جب خورشید سویرا سب کا ہے
ایک اپنے موسم روز و شب ایک ہیں
ہم سب ایک ہیں

وہ بھی اونچا جو منبر پر کھڑا نہیں
اس دھرتی پر کوئی چھوٹا بڑا نہیں
سب کے رتبے ایک ہیں منصب ایک ہیں
ہم سب ایک ہیں

تیز ہوا کے بادبان ہیں لہروں کی پتوار
ناؤ چلی اُس پار

آنکھوں میں ہیں خواب سنہرے
اِن خوابوں پر آنکھ نہ ٹھہرے
بادل سے بھی اُونچے پرچم
دِل دریاؤں سے بھی گہرے
دروازے لے کر آتی ہے پانی کی دیوار
ناؤ چلی اُس پار

جو ڈوبے ساحل پر نکلے
تہ سے موتی لے کر نکلے
پیاسوں کو آواز لگاتا
ساون نکلے ساگر نکلے
صحراؤں میں گونج رہی ہے رِم جھم کی جھنکار
ناؤ چلی اُس پار

سورج اُترا ہے پانی میں
آگ سی بھڑکے طغیانی میں
پھول کھلے ہیں ریت کے اُوپر
رنگ بھرے ہیں وِیرانی میں
منظر منظر لیے کھڑا ہے ایک نیا شہکار
ناؤ چلی اُس پار

اے توحید کے بیٹو
سر سے کفن لپیٹو
قدم قدم پر ساتھ تمھارے رحمتِ باری ہو گی
فتح تمھاری ہو گی

خُون تمھاری وَردی ، مَردِ مجاہد نام تمھارا
لڑنا کام تمھارا
حق کے لیے جو آئے گی وہ موت بھی پیاری ہو گی
فتح تمھاری ہو گی

تم کو بڑھتا دیکھ کے دشمن پتّوں سے تن ڈھانپے
خطرہ تم سے کانپے
تم جس آگ میں کُودو گے کِھل کر پھلواری ہو گی
فتح تمھاری ہو گی

اپنی کثرت پر کرتے ہیں اہلِ کُفر بھروسہ
دو تم خُود کو بوسہ
ایک اکیلی جان تمھاری سو پر بھاری ہو گی
فتح تمھاری ہو گی

بہتا پانی ناؤ تمہاری بادل اُڑن کھٹولا
دشمن ڈگمگ ڈولا
انشاءاللہ اور تمہاری ہیبت طاری ہوگی
فتح تمہاری ہوگی

خوف خدا کا پیار نبی کا دل میں ہر دم رکھنا
اُونچا پرچم رکھنا
پاکستان کی دھرتی تم پر صدقے واری ہوگی
فتح تمہاری ہوگی

مَیں ماں ہُوں اَے وطن مرا بیٹا قبول کر
ممتا کا اِک حقیر سا تحفہ قبول کر

نُورِ نظر ہے میرا، مرے دل کا چین ہے
یہ آج کا عمر ہے علی ہے حسین ہے
یہ دُشمنوں کے خُون کا پیاسا قبول کر

نُورِ سحر دیا ہے تری شام نے اسے
پالا ہے ایک دُخترِ اسلام نے اسے
یہ شاہکار دین و وطن کا قبول کر

ہر سانس پر ہے تیرا قصیدہ لکھا ہُوا
سر پر ہے اس کے فتح کا سہرہ بندھا ہُوا
یہ جنگ کی برات کا دُولھا قبول کر

خُوش ہوں گی مَیں، جو یہ رہِ حق میں شہید ہو
خُوں میں نہائے چاند کو دیکھوں تو عید ہو
میری اُمید میری تمنا قبول کر

بڑھے چلو مجاہدو خدا تمہارے ساتھ ہے
خدا تمہارے ساتھ مصطفٰے تمہارے ساتھ ہے

تمہارے واسطے یہ آگ کہکشاں ہے غازیو
تمہارے سر پہ رحمتوں کا سائباں ہے غازیو
قدم قدم شہیدِ کربلا تمہارے ساتھ ہے

گزر چکے ہو تم ان آزمائشوں سے بارہا
کہ ایسی ایسی جنگیں لڑ چکے ہو تم ہزارہا
تمہارا تو قدیم تجربہ تمہارے ساتھ ہے

تمہاری جرأتوں پہ کیوں نہ فخر زندگی کرے
تم ایسی ماؤں کے ہو لال جن سے موت بھی ڈرے
زمیں تمہارے ساتھ ہے فضا تمہارے ساتھ ہے

جلاؤ حق کے راستوں میں اپنے خون کے دیے
تمہارا خون تاج ہے تمام قوم کے لیے
تمام قوم کی دلی دعا تمہارے ساتھ ہے

اے وطن تیرے جوانوں کو جیالوں کو سلام
اپنی جاں تجھ پر نچھاور کرنے والوں کو سلام

روشنی لیتے ہوئے اللہ کے قانون سے
لکھ رہے ہیں اک نئی تاریخ اپنے خون سے
مادرِ اسلام کی باہوں کے پالوں کو سلام

خاک پر افلاک پر صحراؤں میں دریاؤں میں
لڑ رہے ہیں بڑھ رہے ہیں رحمتوں کی چھاؤں میں
طارقوں کو خالدوں کو اور بلالوں کو سلام

ہر مجاہد ہر سپاہی قوم کی آواز ہے
ساری دنیا کے مسلمانوں کو ان پر ناز ہے
باوفا باہمتوں کو باکمالوں کو سلام

اٹھ رہا ہے ہر قدم ان کا اصولوں کی طرح
کھل رہے ہیں جنگ کے شعلوں میں پھولوں کی طرح
تیری ہریالی کے ان رنگین اجالوں کو سلام

رستے رستے گونج رہی ہے کرنوں کی جھنکار
میرے دیس کی مٹی پہنے روشنیوں کے ہار

ہاتھوں میں ہیں وقت کی باگیں
آہٹ سے پتھر بھی جاگیں
تیز ہوا کو پیچھے چھوڑے قدموں کی رفتار

پرچم لہرائے خوشبو کا
ہریالی میں رنگ لہو کا
ہر اک لب پر ہے سچائی ہر سینے میں پیار

منزل منزل گاتے جائیں
جذبے راہ دکھاتے جائیں
ہر دل زندہ ہر باشندہ ہمت کا شہکار

روشنی ہے رستہ   خوشبوئیں ہیں ڈیرا
یہ سحر بھی میری   یہ چمن بھی میرا

ریشمی فضائیں   کتنے رنگ جاگے
چاپ بھی ہے میری   اب نظر سے آگے
کل کی وادیوں میں   آج کا بسیرا

پیار زندگی سے   حوصلوں سے یاری
ہر قدم کے نیچے   ہے زمین ساری
بازو و دل نے میرے   آسماں کو گھیرا

رات دن سے کیا کیا   ہے امید مجھ کو
اک نئے جہاں کی   دے نوید مجھ کو
ٹوٹتی سیاہی   پھوٹتا سویرا

محبّتوں کے کھلے سمندر ـــــ ہمارے اندر
وفا کی لہروں نے کر لیا گھر ـــــ ہمارے اندر

چمن میں آتی ہوئی بہاریں ـــــ ہمیں پکاریں
نکلتے سورج کے سارے منظر ـــــ ہمارے اندر
دیئے تمنّاؤں نے اُجالے ـــــ نہ مٹنے والے
تمام رستے ہوئے اُجاگر ـــــ ہمارے اندر
ہر ایک لب سے ہوئی ہے جاری ـــــ صدا ہماری
پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں لشکر ـــــ ہمارے اندر
زبان پہ کوئی گیت آئے ـــــ تو دل بھی گائے
ہے ایک موسم ہمارے باہر ـــــ ہمارے اندر

جان بھی وطن پہ ہو فدا تو غم نہیں
یہ جو ہے تو ہم ہیں یہ نہیں تو ہم نہیں

یہ وطن بنا ہے لاالٰہ کے نام پر
سایۂ خدا ہے اس کے صبح و شام پر
یہ بھی اپنے واسطے حرم سے کم نہیں

جس کی زندگی نہ آئے کچھ وطن کے کام
اُس پہ اس زمین کی ہوا بھی ہے حرام
جو نہ اس پہ مر مٹے وہ محترم نہیں

سب ڈریں گے تجھ سے تُو فقط خدا سے ڈر
خیر پر کبھی نہ غالب آ سکے گا شر
نیکیوں سے لڑنے کا بدی میں دم نہیں

اپنے دشمنوں کی بات بات کاٹ دے
جو وطن پہ ہاتھ اُٹھے وہ ہاتھ کاٹ دے
توڑ دے وہ گردنیں بھی جن میں خم نہیں

رستے رستے چلتے جائیں
گرتے اور سنبھلتے جائیں
سورج بن کر خاک سے اپنی ہم ہر روز نکلتے جائیں

دل سے خوشیاں دور نہیں کشتی سے ساحل دور نہیں
دور نہیں اپنے قدموں سے کوئی منزل دور نہیں
روشنیاں ہی روشنیاں ہیں آندھی میں بھی جلتے جائیں
رستے رستے چلتے جائیں

لے بھی ایک ہے دھن بھی ایک ہے اپنے ایک ترانے کی
ٹھانی ہوئی ہے بس ہم نے تو ایک ہی جانب جانے کی
ہم اُن میں سے نہیں ہیں جو اپنا معیار بدلتے جائیں
رستے رستے چلتے جائیں

وقت ہماری چھاپ لگاتے آتے ہوئے زمانوں پر
پیار کے پھول لٹاتی رہے گی دنیا ہم دیوانوں پر
آہٹ نغمہ بنتی جائے سانس گجر میں ڈھلتے جائیں
رستے رستے چلتے جائیں

تاک دھنا دھن

رات بنا دن

ہے نا ممکن رِیت یہ چلتی آئے

جو دُکھ جھیلے سُکھ پائے

سُورج اُس کا غلام ہے جو کاٹے راہ اندھیری

انگاروں پر چلنے والے ہر خوشبو ہے تیری

نام اُسی کا روشن ہو جو اپنا لہُو جلائے

جو دُکھ جھیلے سُکھ پائے

دِل والوں کے آگے دریاؤں کے زور نہ ٹھہریں

پانی میں جو راہ بناتے ساتھی اُس کی لہریں

جو گہرائی میں اُترے وہ موتی لے کر آئے

جو دُکھ جھیلے سُکھ پائے

زندہ لوگ لیا کرتے ہیں کام بھی کچھ جینے سے

دُنیا کی تاریخ لگاتی ہے اُس کو سینے سے

شیشہ ہاتھوں میں لے کر جو پتھر سے ٹکرائے

جو دُکھ جھیلے سُکھ پائے

بچّوں کے گیت

بڑا ہو کر وطن پیارے وطن کے کام آؤں گا
کلی سے پھول بن کر اِس چمن کے کام آؤں گا

محبّت ہی محبت زندگی ہی زندگی ہو گی
جہاں اب تک نہیں پہنچی وہاں بھی روشنی ہو گی
چراغوں کی طرح ہر انجمن کے کام آؤں گا

لڑوں گا جاں بکف ہو کر غریبی سے جہالت سے
پگھل جائیں گے پتّھر بھی مرے دِل کی حرارت سے
میں شبنم کی طرح پیاسی کرن کے کام آؤں گا

مِٹا دوں گا وُہ ہستی جو برائی کے لیے ہو گی
مِری ہر سانس انساں کی بھلائی کے لیے ہو گی
کہیں ریشم کہیں فولاد بن کے کام آؤں گا

فضا میں پھیل جاؤں گا میں خوشبوئے حرم لے کر
اٹھوں گا دینِ حق کی سربلندی کا علم لے کر
خدا کے اور شاہِ ذوالمنن کے کام آؤں گا

آج کو ہم سے پیار ہمیں مُستقبل پیارا ہے
کل بھی ہمارا ہے

صبح سے پہلے جاگیں کرنوں کے پرچم لینے کو
ہم وہ تیز ہوائیں ہیں جو رُکیں نہ دم لینے کو
آج کا ہر اِک ذرّہ کل کا روشن تارا ہے
کل بھی ہمارا ہے

اوروں کے محتاج نہیں ہر چیز ہماری اپنی
ہاتھ ہیں اپنے خادم، اپنے پاؤں سواری اپنی
آنے والا ہر لمحہ اپنا گہوارہ ہے
کل بھی ہمارا ہے

سینوں کے اندر سے ہو کر گزریں اپنی راہیں
ہر اِنسان خُدا کا بندہ ہر بندے کو چاہیں
اپنے ہونٹوں پر اَمن و انصاف کا نعرہ ہے
کل بھی ہمارا ہے

آزادی کے پربت کی ہم پریاں ہم شہزادے
پھولوں جیسے دل اپنے اور مہکے ارادے

ہم اس دیس کے چھوٹے چھوٹے سبز ہلالی پرچم
اپنے شانوں پر ہم کو اے تیز ہوا لہرا دے

کوئی مشکل روک نہیں سکتی ہے قدم ہمارے
ہر دریا اُس پار اُتارے ہر وادی رستہ دے

چاند اور سورج بنانے والے تجھ سے یہی دُعا ہے
روشنیوں کی طرح ہمیں اس دھرتی پر پھیلا دے

اے پاک سرزمیں ہم تجھ سے وفا کریں گے
دل اپنا جان اپنی تجھ پر فدا کریں گے

اُونچا مقام ہو گا دنیا میں نام ہو گا
اپنی محبتوں کا چرچا بھی عام ہو گا
علم و ہنر سے اپنے، روشن فضا کریں گے

آواز ہم کو دے گی خود روشنی سحر کی
ہم جس طرف چلیں گے ہو گی ہوا اُدھر کی
اب رہ نما ہمارے، رستے ہوا کریں گے

ہو گا نہ اب کسی کا رنگِ حیات پھیکا
مغرور کو بھی دیں گے ہم درس عاجزی کا
کمزور کے مقابل خوفِ خدا کریں گے

ہم بھی ترے فدائی ہمدرد تو بھی اپنا
دینا پڑا جو ہم کو دیں گے لہو بھی اپنا
دن کو کریں گے محنت شب کو دُعا کریں گے

ہم کلیاں ہم چاند ستارے، ہم سونا ہم چاندی
ہم سچائی کے خادم، تقدیر ہماری باندی

خوابوں میں بھی ہم نے بیداری کے نغمے گائے
سُورج سے کرنیں اور بادل سے پانی لے آئے
چھوٹے چھوٹے قدموں سے کتنی اُونچائی پھاندی

روشنیاں پوشاک ہماری، خوشبُو اپنا گہنا
اِس دھرتی کی رَونق بن کر، ہم سب کو ہے رہنا
جگمگ کرتے دیپ ہمارے لے کر نکلے آندھی

مستقبل کے لب پر عظمت کا پیغام رہا ہے
تاریخ عالم میں زندہ اُس کا نام رہا ہے
ملک و مِلّت کی خاطر جِس نے بھی اپنی جاں دِی

روشنی، رنگ، خوشبو کا گہوارہ ہے میرا پیارا وطن
دو جہاں کے مصوّر کا شہ پارہ ہے ــــ میرا پیارا وطن

کوئی جنّت زمیں پر بھی ہے تو یہ ہے
دل نشیں رُوح پرور بھی ہے تو یہ ہے
سبزہ ہے پھول ہے چاند ہے تارہ ہے ــــ میرا پیارا وطن

دُھوپ بھی چاندنی خاک بھی کہکشاں
رستے رستے رواں میرا دل میری جاں
میرے دریا ئے جذبات کا دھارا ہے ــــ میرا پیارا وطن

وقت کے لب پہ کھلتا ہوا راز ہے
بے صدا آرزوؤں کی آواز ہے
زندگی سے بھی اپنی مجھے پیارا ہے ــــ میرا پیارا وطن

خُدا ہمارے خُدا، کرم ہم پہ کرنا اور بے حساب کرنا
یہ زندگی اِمتحان ہے اِمتحان میں کامیاب کرنا

ہماری آہٹ سے سنگ ٹوٹیں ہماری سانسوں سے رنگ پھوٹیں
ہماری خُوئے خُشبو ہوائیں لوٹیں ہمیں چمن کا گلاب کرنا

گزرتے لمحے ہمیں صدا دیں ہمیں اندھیرے بھی راستہ دیں
جو ساری مخلوق کو جگا دیں عطا ہمیں ایسے خواب کرنا

ہو روشنی اِس قدر ہماری چمک اٹھے کائنات ساری
ہمیں ہمارے وطن کی پیاری زمین کا آفتاب کرنا

بچائیں مظلوم کو سِتم سے نہ ہو شکایت کسی کو ہم سے
ہر آدمی کو ہمارے دم سے قدم قدم فیضیاب کرنا

اتار دیں رُوح سے بدن کو قبا سمجھتے ہیں ہم کفن کو
پڑے ضرورت اگر وطن کو ہمارا ہی اِنتخاب کرنا

پیارا ہم کو عالم سارا
دھرتی دھرتی پیار ہمارا

ترکی چین عرب امریکہ
اپنے دل میں درد سبھی کا
لاکھوں لہریں ایک کنارا
دھرتی دھرتی پیار ہمارا

سچائی جذبات میں اپنے
امن کا پرچم ہات میں اپنے
اپنا نعرہ بھائی چارا
دھرتی دھرتی پیار ہمارا

رستے رستے اپنے دیپک
مشرق سے لے کر مغرب تک
اپنی روشنیوں کا دھارا
دھرتی دھرتی پیار ہمارا

ہر دل میں ہم رہنے والے
ہر آنگن میں اپنے اُجالے
سب کی آنکھوں کا ہم تارا
دھرتی دھرتی پیار ہمارا

اِس پاک سرزمیں پر
آئے بہار ہم سے
دُنیا میں روشنی ہو
پروردگار ہم سے

پیغام دیں خُوشی کے
کام آئیں ہر کسی کے
ہر اک دکھی ہُوا دِل
پائے قرار ہم سے
آئے بہار ہم سے

گرتوں کو ہم سنبھالیں
ہر دِل کی ہم دُعا لیں
اپنوں سے بھی ہو بڑھ کر
غیروں کو پیار ہم سے
آئے بہار ہم سے

اُٹھنے سے ہر قدم کے
اِک آفتاب چمکے
چھٹ جائے راستوں کا
سارا غبار ہم سے
آئے بہار ہم سے

سارے جہاں سے پیاری
تاریخ ہو ہماری
قائم ہو زندگی تی
ہر یادگار ہم سے
آئے بہار ہم سے

ہم مسلمان ہیں
اچھے انسان ہیں
پاک ہیں پاک دھرتی کی پہچان ہیں
ہم مسلمان ہیں

اپنے دِل میں اُجالا ہے قرآن کا
بازوؤں میں بھی ہے زور ایمان کا
اپنی آزادیوں کے نگہبان ہیں
ہم مسلمان ہیں

ناز ہے اپنے ماضی کی تاریخ پر
حال کی ہر گھڑی پر بھی رکھتیں نظر
آنے والے دِنوں کی بھی ہم شان ہیں
ہم مسلمان ہیں

عدل و تنظیم اور اتحاد و یقیں
ہیں اصول اپنے قائد کے کتنے حسیں
ان اصولوں پہ سو جاں سے قربان ہیں
ہم مسلمان ہیں

قائدِ اعظم تیرا شکریہ تُو نے پاکستان دِیا
زنجیروں کی دُھوپ میں آزادی کا بادل تان دِیا

مِلّت کی خدمت میں تیری ساری سانسیں خرچ ہوئیں
حوصلہ طوفانی، جذبہ ایمانی، عزم جوان دِیا

تیری نظر نے نقب لگائی رُوحوں کی دیواروں میں
ظاہر کے رسیا لوگوں کو اندر کا اِنسان دِیا

اپنے ماضی کی روشن تارِیخ بُھلانے والوں کو
عظمت کا احساس دلایا، جینے کا ارمان دِیا

اپنے اُوپر جسے بھروسہ ہوتا ہے — ہر آنے والا دِن اُس کا ہوتا ہے

عِلم کے دھن جیسا کوئی دھن کیا ہوگا — خرچ کرو تو اور زیادہ ہوتا ہے

جُھک کر ملتا ہے جو کمتر لوگوں سے — اُس کا رُتبہ اور بھی اونچا ہوتا ہے

جو باطن پر کوئی داغ نہ لگنے دے — اُس کا ظاہر بھی آئینہ ہوتا ہے

مِل کر چلنے والے بن جائیں کہسار — تنہا اِنساں کچا دھاگا ہوتا ہے

کھیل ہو جن کا، طوفانوں سے ٹکرانا — اُن لوگوں کا پار سفینہ ہوتا ہے

رکھتی ہے تاریخ ہمیشہ یاد اُسے — جو اپنی تہذیب کا رسیا ہوتا ہے

اُس پر ہوتی ہے اللہ کی رحمت بھی
جس کے دِل میں پیار نبیؐ کا ہوتا ہے

میں اپنی امّی کی گڑیا
تُو ہے گڑیا میری
لمبی عمر ہو تیری

مجھ سے دیکھ جدا مت ہونا
کرنا پیار، خفا مت ہونا
میں جی جان سے چاہوں تجھ کو
تُو ہے رسیا میری
تُو ہے گڑیا میری

پوری اپنی چاہ کروں گی
اک گڈے سے بیاہ کروں گی
پہنے گی پھولوں کے گہنے
پیاری دلہنیا میری
تُو ہے گڑیا میری

رنگ برنگے پھولوں پر آ کر بیٹھے اُڑ جائے
تتلی ہاتھ نہ آئے

اندر باہر اُوپر نیچے
یہ آگے ہم اس کے پیچھے
ہم سے ڈرتی پھیر پھیر کرتی جھومے ناچے گائے
تتلی ہاتھ نہ آئے

نازک نازک دُبلی پتلی
خوشبوؤں کے عشق میں پگلی
ہریالی میں ہر ڈالی میں اپنے رنگ چھپائے
تتلی ہاتھ نہ آئے

ہم بھی اگر تتلی بن جاتے
اُڑتے پھرتے ہاتھ نہ آتے
کتنے پیارے پنکھ ہیں سارے دیکھ کے جی للچائے
تتلی ہاتھ نہ آئے

لہرائیں پرچم بن کر اپنی تقدیریں آج کے دِن
توڑی تھیں ہم نے پیروں کی سب زنجیریں آج کے دِن

تیری مٹی کو اے دھرتی کیوں نہ لگائیں آنکھوں سے
پائی تھیں اپنے خوابوں نے روشن تعبیریں آج کے دِن

کھیتوں کھیتوں رنگ برنگی ہریالی بھی کہتی ہے
خونِ دل سے بنائی تھیں ہم نے تصویریں آج کے دِن

آج کے دِن رستے کی ہر دیوار گرا دی تھی ہم نے
آؤ پھر ہم کہساروں کا سینہ چیریں آج کے دِن

○

ننھی منّی پیاری چڑیو
میں بھی چہکوں تم بھی چہکو

پیڑوں پہ کرتی ہو بسیرے
روز ہی اُٹھ کر صبح سویرے
ذکرِ خدا کرنے لگتی ہو
تم تو مجھ سے بھی اچھّی ہو
ننھی مُنّی پیاری چڑیو

جس نے تم کو کیا ہے پیدا
تم اُس پر ہو کتنی شیدا
کتنا اُس کا دم بھرتی ہو
تم اُس پہ کتنا مرتی ہو
ننھی مُنّی پیاری چڑیو

فتنہ سامانیٔ دل	کشور ناہید
سیاہ حاشیے میں گلابی رنگ	"
میں مٹی کی مورت ہوں	فہمیدہ ریاض
ناگزیر	محسن احسان
بربط و جام	عدم
نقشِ جنوں	محسن حیات اثر
بکھر جانے کی رُت	شہزاد احمد
آنکھوں میں تیرے سپنے (گیت)	امجد اسلام امجد
کجلی بن	سعادت سعید
نیّرِ حرم	بیچین رامپوری
نیکیوں سے خالی شہر	جاوید شاہین
سورج کا ہم سفر	اعجاز فاروقی
قلب و نظر کے سلسلے	قیوم نظر
لہو کی ہریالی	مظفر وارثی
ستاروں کی آبجو (قطعات)	"
کُھلے دریچے بند ہوا (غزل)	"
چینی شاعری	یحییٰ امجد
خواب در خواب	خاطر غزنوی
کلیاتِ میر	میر تقی میر
کلیاتِ سودا	سودا